بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الکریم

ہمیشہ کرم فرمانے والا

از

حضرت علامہ مولانا محمد کریو سلطانی مدظلہ العالی

پیش کش:

مکتبہ صبح نور

جامعہ ریاض العلوم مسجد خضراء فیصل آباد فون: 730833-34 فیکس: 739797

المدینہ لائبریری
کتاب نمبر 348
رضوان موبائلز گلی نمبر 3 مرضی پورہ
نزد جامع مسجد نوری
0323-6895230,0321-7031640

بسلسلہ تشریح اسماء حسنیٰ

الکریم

جل جلالہ

جل جلالہ

ہمیشہ کرم فرمانے والا

از

حضرت علامہ مولانا محمد کریم سلطانی مدظلہ العالی

(جامع مسجد خضراء میں (10.2.1989ء) جمعۃ المبارک کا خطاب)

ناشر

مکتبہ صبح نور

جامع مسجد خضراء جامعہ ریاض العلوم، فیصل آباد

فون: 730833-34 فیکس 739797

نام کتاب　　الکریم جل جلالہٗ

﴿ہمیشہ کرم فرمانے والا﴾

نام مصنف　　حضرت علامہ مولانا محمد کریم سلطانی مدظلہٗ العالی

اشاعت　　اول ۲۰۰۲ء

ناشر　　مکتبہ صبح نور، فیصل آباد

تعداد　　.....

قیمت　　.....

الکریم جل جلالہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلاۃُ والسَّلامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

اللہ رب العزت کے پیارے ناموں میں سے ایک نام الکریم جل جلالہٗ ہے۔ پروردگار عالم نے قرآن پاک کی اس آیت میں اسی نام کو ذکر کیا ارشاد فرمایا: یَاایُّھَاالاِنْسَانُ مَاغَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْم.

اے انسان تیرا ایک کریم رب ہے اس کریم رب کے بارے میں تجھے کس نے دھوکے میں مبتلا کر دیا تو کیوں فریب خوردہ ہو گیا۔

اسی کریم سے صیغہ اسم تفضیل اکرم بنا اور اسے قرآن کریم میں سورہ اقراء۔ سورہ علق میں یوں بیان کیا گیا ہے

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ.

تو یہاں لفظ ''اکرم'' ذکر ہے یہ لفظ کرم سے ہی بنا ہے معنی سب سے زیادہ کرم فرمانے والا اور کریم کا معنی ہے ہمیشہ کرم فرمانے والا۔ آیئے اس لفظ کے مفہوم کو علماء لغت سے جاننے کی کوشش کریں۔ کہتے ہیں

''کُلُّ صِفَةٍ مَحْمُوْدَةٍ کَرَم''

ہر صفت محمود یعنی جو صفت اچھی ہو، بھا جانے والی ہو اور دل کو بھلی لگے، دل کو اچھی لگے اس صفت کو کرم کہتے ہیں اور کریم کا معنی یہ ہوا کہ وہ ذات جس کی ہر صفت ہے تو بھا جانے والی ہر خصلت بڑی پیاری ہر خوبی کمال والی ہو۔ ہاں واقعی اللہ وحدہٗ لاشریک میں جو صفات ہیں وہ صفات کمال ہیں۔ اللہ کی جو صفات ہیں ان میں کوئی نقص یا عیب نہیں اس لیے اللہ کے ناموں میں ایک نام کریم ہوا کہ ہر صفت محمود یعنی وہ صفت جس پر تعریف ہی کی جائے وہ اس ذات میں موجود ہے اور بطریق کمال موجود ہے۔ کسی کی سخاوت پر اس کی تعریف کی جاتی ہے کہ یہ بڑا سخی ہے۔ کسی کی شجاعت پر، بہادری پر اس کی تعریف کی جاتی ہے لوگ کہتے ہیں بڑا بہادر ہے کسی کے رحم وکرم پر اس کی تعریف کی جاتی ہے کہتے ہیں بڑا رحم کرنے والا ہے کسی کے علم پر اس کی تعریف کی جاتی ہے بڑے علم والا ہے کسی کی دانائی اور حکمت پر اس کی تعریف کی جاتی ہے کہ بڑا دانا اور حکیم ہے تو اللہ وحدہٗ لاشریک میں یہ

جتنی صفات موجود ہیں علی وجہ الکمال موجود ہیں لیکن مخلوق میں یہ صفات علی وجہ الکمال نہیں کیونکہ اگر کوئی شجاع ہے تو اس سے بھی بڑا کوئی شجاع یا بہادر ہوگا۔ دنیا میں کوئی سخی نظر آئے تو اس سے بھی بڑا کوئی سخی ہوگا دنیا میں کوئی حلم والا نظر آئے تو اس سے بڑھ کر بھی کوئی حلم والا ہوگا دنیا میں عالم ہیں اور بڑے بڑے عالم ہیں لیکن کوئی عالم یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میں دنیا کا سب سے بڑا عالم ہوں ہوسکتا ہے کہ کوئی سادہ لباس میں ملبوس اس سے بھی بڑا عالم ہو اس طرح جتنی بھی صفات ہیں ان پر دعویٰ نہیں کیا جاسکتا کہ یہ صفت مجھ میں نقطہ کمال پر ہے لیکن اللہ وحدہٗ لاشریک کی ذات وہ ذات ہے جس میں جو صفت بھی ہے وہ نقطہ کمال پر ہے اس میں جو خوبی بھی ہے اس سے بڑھ کر خوبی کا تصور نہیں ہے اس میں جو کمال ہے اس سے زیادہ کمال کا سوچا بھی نہیں جاسکتا۔ رب تعالیٰ کی ذات میں جو دل کشی ہے جو رعنائی ہے وہ کہیں اور نہیں ہوسکتی تو اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے الکریم اس کا معنی کہ وہ ذات جس میں ہر اچھی صفت، صفتِ محمود علیٰ وجہ الکمال پائی جائے۔

اب سنیے "کریم" کے چند کمالات اور خوبیوں کو ذکر کیا جاتا ہے۔

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۰۵ھ فرماتے ہیں:

اَلْکَرِیْمُ ھُوَ الَّذِیْ اِذَا قَدَرَ عَفَا

وَاِذَا وَعَدَ وَفٰی

وَاِذَا اُعْطِیَ زَادَ عَلٰی مُنْتَھَی الرَّجَاء

وَلَایُبَالِیْ کَمْ اَعْطٰی وَلِمَنْ اَعْطٰی

وَاِنْ رُفِعَتْ حَاجَۃٌ اِلٰی غَیْرِہٖ لَایَرْضٰی

وَمَا اسْتَقْصٰی

وَلَایُضِیْعُ مَنْ لَاذَ بِہٖ وَالْتَجَا وَیُغْنِیْہِ عَنِ الْوَسَائِلِ وَالشُّفَعَاء

(المقصد الاسنیٰ =/ ۱۱۷)

کریم وہ ہے

جب قادر ہو تو معاف کردے

جب وعدہ کرے تو پورا کرے

جب عطا فرمائے تو امید و رجاء سے بڑھ کر عطا فرمائے اور اسے کوئی پرواہ نہیں کہ کتنا دیا اور کسے دیا۔

اگر ضرورت کیلئے کسی اور در پر دستک دی جائے تو وہ راضی نہ ہو۔

جب اس سے جفا کی جائے تو عتاب کرے لیکن پھر بھی اسے اپنے در سے دور نہ کرے۔

اور جو اس کی پناہ اور حفاظت میں ائے اسے وسائل سفارشیوں سے بے نیاز کر دے۔

اَلْکَرِیْمُ اِذجا قَدَرَ عَفَا

کریم وہ ہوتا ہے جب کسی پر قادر ہو جائے تو اُسے معاف کر دے۔

دشمن ہو، دشمن زیر ہو چکا ہو کوئی چیز اُسے گزند پہنچانے سے مانع بھی نہ ہو انسان کے ہاتھ میں تلوار یا ایسا آلہ ہو جس سے دشمن کو ختم کر سکتا ہے اور پھر اُس سے کوئی پوچھنے والا بھی نہ ہو اس عالم میں اُس کے سینے پر بیٹھے ہوئے اگر وہ معاف کر دے اس قدرت کے باوجود معاف کرنے والے کو کریم کہتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا وہ منظر ذہن میں لائیے ایک دشمن سے مقابلہ ہو رہا ہے وہ سخت جان ہے شیر خدا نے اُسے نیچے گرایا نیچے گراتے ہی آپ کے ہاتھ میں تلوار ہے آپ نے اس کے گلے پر تلوار رکھ دی اور نیچے گراتے ہوئے اس کے بازو اپنے گھٹنوں کے نیچے دے دیے وہ نیچے لیٹا ہوا

ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ تلوار ایسے پکڑ کے اس کے گلے پر چلانے لگے کہ اس کی گردن کٹ کے پرے گر جائے اچانک اس گرے کے دل میں انتقام کا جذبہ آیا کہ میں آخری مرتبہ اس شیر خدا کے منہ پر تھوک دوں اُس نے جب یہ غلیظ حرکت کی چاہیے تو یہ تھا کہ شیر خدا طیش میں آجاتے لیکن ایسا نہیں ہوا فوراً اپنی تلوار کو ہٹایا اور اُٹھ کر بیٹھ گئے اور اسے کہا جا میں نے تمہیں معاف کیا۔ وہ کہنے لگا میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں نے آپ سے زیادتی کی آپ کو چاہیے تھا کہ میری صورت بگاڑ دیتے میری آنکھیں نکال دیتے میرے کان کاٹ دیتے میرا ناک کاٹ دیتے میرے جسم کو چیر دیتے اور میری صورت کو بدل دیتے لیکن آپ نے یہ کیا کیا۔ آپ نے فرمایا پہلے تو میں تجھے اللہ کی رضا کے لئے وحدہٗ لاشریک کی خوشنودی کے لیے ختم کر رہا تھا جب تو نے میرے منہ پر تھوک دیا اب میرا ذاتی انتقام بھی اس میں داخل ہو گیا تو میں رب کی رضا میں کسی اور چیز کو شامل نہیں کرنا چاہتا جا میں نے تجھے معاف کر دیا۔

اَلْکَرِیْمُ اِذجا قَدَرَ عَفَا

کریم وہ ہوتا ہے جب وہ قادر ہو جائے تو وہ معاف کر دیتا ہے۔

تو اللہ وحدہٗ لاشریک قادر وہ ہر لمحہ قادر ہے ہر گھڑی قادر ہے اس کی

قدرت میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں لیکن انسان کو جب بالکل یہ یقین ہو جاتا ہے کہ اللہ مجھ پر قادر ہے اور اپنی شان سے قادر ہے تو پروردگار عالم کے اُسے معاف کرنے کے انداز نرالے ہوتے ہیں۔

آیئے وہ حدیث مصطفیٰ سنئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ رَجُلاً حَضَرَهُ الْمَوْتُ لَمَّا اَیِسَ مِنَ الْحَیٰوۃِ اَوْصٰی اَھْلَهٗ اِذَا مِتُّ فَاجْمِعُوالِیْ حُطباً کَثِیْراً ثُمَّ اُوْرُوانَاراً حَتّٰی اِذَا اَکَلَتْ لَحْمِیْ وَخَلَصَتْ اِلٰی عَظْمِیْ فَخُذُوْھَا فَاطْحَنُوْھَا فَذَرُّوْنِیْ فِیْ یَوْمٍ حَارٍّ اَوْرَاحٍ فَجَمَعَهُ اللّٰهُ فَقَالَ لِمَ فَعَلْتَ قَالَ مِنْ خَشْیَتِکَ فَغَفَرَلَهٗ. (صحیح بخاری)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایک آدمی پر موت کا وقت قریب آیا جب وہ زندگی سے مایوس ہو گیا تو اس نے اپنے اہل خانہ کو وصیت کی

جب میں مر جاؤں تو میرے لئے بہت زیادہ لکڑیاں جمع کرو پھر آگ جلاؤ (اور میرے جسم کو آگ میں پھینک دو) جب آگ میرے

گوشت کو کھا جائے اور ہڈیوں تک پہنچ جائے تو ان کو لیکر پیس ڈالو۔ تو گرم دن یا آندھی کے دن مجھے دریا میں بہادو۔ (اس کے گھر والوں نے ایسا ہی کیا جب آگ نے اس کے جسم کو جلا دیا یہانتک کہ اس کی ہڈیاں جل گئی انہوں نے ان ہڈیوں کو پیس ڈالا پھر سخت آندھی کے دن انہیں دریا میں بہا دیا)۔

اللہ تعالیٰ نے ان ذروں کو جمع فرمایا اور اس آدمی سے فرمایا تو نے ایسا کیوں کیا اس نے عرض کی

اے خالق! تیرے خوف سے

تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی۔

-☆-

ایک آدمی نے اور زندگی میں کوئی نیکی نہ کی ساری زندگی برائیاں کرتا رہا غلطیاں اور خطائیں کرتا رہا موت کا وقت قریب آیا اپنی اولاد کو بلا کر کہتا ہے کہ ایک میری وصیت ہے کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا دیا جائے جلا کے میری راکھ دریا میں بہادی جائے، اسے سخت آندھی کے دن دریا کی نظر کردیا جائے تاکہ میرے جسم کے ذرے دوردور تک بکھر جائیں اور میرا نام ونشان تک مٹ جائے ورنہ اللہ تعالیٰ مجھے ایسی سزا دے گا کہ کائنات میں کسی اور کو ایسی سزا نہ دی ہوگی کیونکہ میں پاپی مجرم ہوں

اورز بردست مجرم ہوں کہ گویا میرے لئے درِرحمت بند ہے۔ جرم کرنے والے نے اپنی اولاد کو وصیت کی اور دم توڑ دیا۔

باپ کی اولاد تھی اولاد کو اپنے باپ سے محبت تھی، اسے جلانا نہ چاہتے تھے لیکن باپ کی وصیت تھی اسے بھی نظر انداز نہ کر سکتے تھے اس لئے انہوں نے وصیت پر عمل کرتے ہوئے اپنے باپ کو آگ لگادی، آگ لگنے سے جسم راکھ بن گیا اور انہوں نے راکھ کو دریا میں بہادیا۔

اللہ وحدہٗ لاشریک سے بڑھ کر کوئی قادر نہیں رب تعالیٰ نے اس راکھ شدہ انسان کے دریا میں بکھرے ہوئے ذروں کو فرمایا کہ اکٹھے ہو جاؤ فوراً اکٹھے ہو گئے ایک لمحہ کی دیر نہ ہوئی۔ اللہ نے فرمایا اے میرے بندے بتا تو نے یہ حرکت کیوں کی؟ کیا تو یہ سمجھتا تھا کہ میں تجھ پر قادر نہیں؟ بول تو نے یہ حرکت کیوں کی؟ یہ جرم تو نے کیوں کیا؟ کیا تجھے میری قدرت کے نقص پر ایمان تھا کہ میں قادر نہیں ہوں؟ اب بتائے کہ اللہ اس وقت قادر تھا یا نہیں تھا؟ جس نے ذروں کو اکٹھا کر دیا وہ قادر ہے اور بلا ریب قادر ہے اس وقت سارے ذروں کو اکٹھا کر کے اُسی صورت میں لا کے جب سامنے کھڑا کر دیا تو وہ مجرم ڈرتے ہوئے بولا: مِنْ خَشْیَتِکَ

اے میرے اللہ! یہ صرف تیرے ڈر سے

اتنے لفظ کہنے کی دیر تھی کہ پروردگار عالم نے فرمایا جو مجھ سے اتنا ڈرے میں اُسے سزا نہیں دیتا، جا میں نے تجھے معاف کر دیا ہے۔

اَلْکَرِیْمُ اِذجا قَدَرَ عَفَا

کریم وہ ہوتا ہے جب کسی پر قادر ہو جائے تو اُسے معاف کر دیتا ہے۔

-☆-

اور کریم کا دوسرا وصف ہے

اِذَاوَعَدَوَفیٰ

جب وہ وعدہ کرتا ہے تو وعدہ پورا کرتا ہے۔

کریم کی ایک شان یہ ہے کہ جو وعدہ کرے اُسے پورا کرے۔ رب جتنے وعدے پورا کرتا ہے کائنات میں کوئی ایسا شخص نہیں جو اتنے وعدے پورے کرے۔ رب کہتا ہے تمہارا میرا ایک معاہدہ ہے ہاں تم اپنی بات پوری کرو میں اپنی بات پوری کروں گا تم نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے پورا کرو میں تمہارے ساتھ کئے گئے وعدے کو پورا کروں گا تم صدق دل سے میری توحید پر ایمان لے آو میرے احکامات کو مانو میرے رسولوں کو سچا مانو اور انکی اتباع کرو صدق دل سے میرا ہر حکم مانو میرا وعدہ یہ ہے کہ میں تمہیں جنت عطا کردوں گا۔ یہ پروردگار عالم کا وعدہ ہے۔ تو کریم وہ ہوتا ہے کہ وہ قادر

ہوجائے تو معاف کرتا ہے، جب وہ وعدہ کرتا ہے تو پورا کرتا ہے۔ اُس کے وعدے میں نقص نہیں ہے۔ اب قرآن پاک کی آیت سنیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّکُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ.

جنت کی چوڑائی کتنی ہے جتنی آسمانوں اور زمین کی چوڑائی ہے۔

اتنی چوڑی جنت اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ.

اسے متقی لوگوں کے لئے ڈرنے والے لوگوں کے لئے میں نے بنایا ہے۔ یہ بنائی گئی ہے اُن لوگوں کے لیے جو اللہ سے ڈرتے ہیں، تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ جو تقویٰ اختیار کرے رب تعالیٰ اُسے جنت عطا فرماتا ہے یہ رب کا وعدہ ہے تو کریم وہ ہوتا ہے جو وعدے کو پورا کرتا ہے۔ وعدہ نبھانا ہمارا کام ہے اور اُس وعدے کو پورا کر دینا اللہ کا کام ہے۔ ہم شرط پوری کریں پروردگار عالم ہمیں کبھی محروم نہیں فرمائے گا۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک جوان، عبادت کرتا، ذکر و فکر کرتا، اللہ اللہ کرتا، عبادت و بندگی کرتا، اچانک ایک دن ایک گلی سے گذر رہا تھا کہ ایک مکان کے اندر سے ایک عورت اُسے آواز دیتی ہے اُس کی ایک نظر اُس عورت پر پڑی اُس نے ایک آدھ قدم اُس کی طرف

بڑھایا جب دروازے کی طرف قدم بڑھا تو اُسے قرآن کی آیت یاد آ گئی، اللہ کا فرمان یاد آیا بے ہوش ہو کے گر گیا۔اب اس عورت کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے کہ یہ مجھ پر الزام لگے گا۔اُس نے اپنی خادمہ سے مل کر اُسے گلی میں پھینک دیا اور دورازہ بند کرلیا۔باہر سے کوئی گذرا اُس نے دیکھا اور پہچان لیا فوراً اس باپ کو اطلاع دی باپ پہلے ہی انتظار میں تھا کہ میرا بیٹا ابھی تک نہیں آیا وہ فوراً بیٹے کو اسی حالت میں اٹھا کر گھر لے گیا پانی اُس کے منہ پر ڈالا کافی دیر کے بعد جب اُسے ہوش آیا باپ پوچھتا ہے کہ بیٹا کیا ہوا؟ بیٹا کہتا ہے ابا! مجھے گلی میں گزرتے غلط خیال آیا پھر فوراً قرآن کی آیت یاد آئی، اللہ کا خوف غالب ہوا اور میں بے ہوش ہو گیا۔

ہم بھی تو کلمہ پڑھتے ہیں، ہم بھی تو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں کیا ہم نے بھی اس پر کبھی غور کیا کہ اگر کسی وقت برائی دعوت دے تو کیا ہمارا بھی ایمان وضمیر بیدار ہوا، اگر ہمارا ایمان وضمیر بیدار ہوتا ہے تو ہمیں سجدہ شکر ادا کرنا چاہیئے اور اگر ہمار ایمان وضمیر بیدار نہیں تو سر کو زمین پر رکھ کر رگڑنا چاہیے اور اللہ سے عرض کرنی چاہیے اے پروردگار ہمیں ضمیر تو عطا کر جسے مسلمان کا ضمیر کہتے ہیں ہمیں وہ سینہ عطا کر جسے

لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّد" رَّسُوْلُ اللّٰہِ

کہنے والے کا سینہ کہتے ہیں۔

بہر حال باپ کہتا ہے بیٹا بتاوہ کون سی آیت تمہیں یاد آئی۔ بیٹا کہتا ہے وہ آیت مجھ سے نہ پوچھو بیٹے پر پھر خوف طاری ہوتا ہے۔ باپ کہتا ہے نہیں بیٹا مجھے وہ آیت تو بتاؤ۔ بیٹے نے وہی آیت پھر پڑھ دی۔ قرآن کی آیت پڑھتے ہی پھر بے ہوش ہوگیا، غش کھا کر گرا جب اُس کی نبض پر ہاتھ رکھتے ہیں تو اللہ کو پیارا ہو چکا ہوتا ہے۔

یہ کس اعلیٰ درجہ کا خوف الٰہی تھا۔ اللہ سے ڈرتے ہوئے بے ہوش ہوگیا پھر دوبارہ خوف کا یوں غلبہ ہوا کہ جان جان آفریں کے حوالے کر دی۔ اُس کے باپ نے رات کو ہی اُسے غسل دیا، کفن پہنایا اور سپرد خاک کر دیا۔

صبح کو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو علم ہوا آپ نے فرمایا وہ جوان کدھر گیا؟ عرض کی گئی حضور! رات اُس کا انتقال ہوگیا ہم نے اُسے دفن کر دیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اُس کے باپ سے کہا کم از کم مجھے تو اطلاع دیتے مجھے خبر تو کر دیتے تم نے مجھے خبر ہی نہیں کی چلو مجھے اُس کی قبر پر لے چلو قبر پر لے جاتے ہوئے حضرت عمر اُس کی قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر کہتے ہیں

اے جوان اللہ سے ڈرنے والے جوان بتا اللہ کا تو یہ اعلان ہے

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَان

جو اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے اُسے دو جنتیں ملتی ہیں

بتا تجھے جنت ملی یہ نہ ملی؟

قبر سے آواز آئی اے امیر المؤمنین! اللہ نے مجھے دونوں جنتیں عطا فرمادی ہیں۔

اَلْکَرِیْمُ اِذَاوَعَدَوَفٰی

کریم جو وعدہ کرتا ہے تو پورا کرتا ہے۔

وہ حدیث قدسی تو یاد ہوگی:

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی

یَاابْنَ آدَمَ قُمْ اِلَیَّ اَمْشِ اِلَیْکَ وَامْشِ اِلَیَّ اُھَرْوِل اِلَیْکَ

(مسند الامام احمد ۳/۴۷۸)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اے آدم کے بیٹے! اٹھ میری طرف آ میں تیری طرف چل کر آؤں گا تو میری طرف چل کر آ میں تیری طرف دوڑ کر آؤں گا۔

یہ انداز ایفائے وعدہ کا ہے کہ تم اپنا وعدہ پورا کرو میں اپنا وعدہ پورا

کروں گا۔

وعدہ طرفین سے ہوتا ہے ایک آدمی دوسرے سے وعدہ کرتا ہے کہ تم اس امتحان میں کامیاب ہو جاؤ میں تمہیں یہ انعام دوں گا میں تمہیں یہ قیمتی چیز دوں گا میں تمہیں کتابوں کا سیٹ تحفہ کے طور پر دوں گا۔

وہ دوسرا آدمی امتحان میں کامیاب ہی نہ ہو بلکہ فیل ہو جائے بتایئے کیا وہ کتابیں لینے کا حقدار ہے اور کیا وعدہ کرنے والا کتابیں دینے کا پابند ہے؟ نہیں وہ کتابیں نہیں دے گا کیونکہ کتابیں مشروط تھیں امتحان میں کامیابی پر تو وہ امتحان میں کامیاب نہ ہوا اُسے تحفہ نہیں ملے گا ہمیں حیرت اس پر نہیں ہونی چاہیے کہ اللہ ہم پر کرم نہیں کرتا بلکہ ہمیں حیرت اور تعجب اس پر ہونا چاہیے کہ اتنی غلطیوں اور کوتاہیوں کے باوجود وہ کرم والا پھر بھی کرم کر دیتا ہے۔

تو کریم وہ ہوتا ہے جب کسی پر قادر ہو جائے تو معاف کر دیتا ہے

اور جب وہ وعدہ کرتا ہے تو پورا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کریم ہے، کریم جب وعدہ فرماتا ہے پورا فرماتا ہے۔ اسی کریم اللہ کا فرمان ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ

اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

اللہ کا فرمان ہے:

اے گناہوں کی دلدل میں پھنسے ہوئے! اے معصیتوں اور نافرمانیوں کی اتھاہ گہرائیوں میں گرے ہوئے آدم کے بیٹے! اُٹھ شرمسار ہوکر کھڑا ہو میں تیری طرف چل کر آؤں گا۔ اگر تیرا جذبہ صادقہ ہے اور اگر تو دل کی گہرائیوں سے نادم ہے اور اپنے تمام داغ دھونا چاہتا ہے تو دیر کس چیز کی میری طرف چل کر آ میں تیری طرف دوڑ کر آوں گا۔

اللہ تعالیٰ مخلوق کی طرف چلنے اور دوڑنے سے پاک ہے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ

اللہ کیلئے مشرکین جو وصف تجویز کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے پاک ومنزہ ہے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ".

اللہ کی مثل کوئی نہیں۔

اس چلنے اور دوڑنے میں اللہ تعالیٰ نے کس محبت بھرے انداز سے اپنی رحمت کا ذکر فرمایا ہے اور کس شفقت سے اپنی آغوش رحمت میں لینے کا تذکرہ کیا ہے۔ اب بھی اگر فرزند آدم اللہ کا در چھوڑ جائے تو یہ اس کی حرماں نصیبی ہے کریم کے کرم میں کوئی کمی نہیں۔

کریم کی ایک شان یہ ہے کہ

اِذَااُعطیٰ زَادَ عَلٰی مُنتَھَی الرِّجَاء

جب کسی کو دیتا ہے تو توقع سے بڑھ کر دیتا ہے۔

پروردگار عالم جل جلالہٗ انسان کو دیتا ہے تو کیا کچھ نہیں دیتا اِتنا دیتا ہے کہ انسان کی نہ اتنی توقع ہوتی ہے اور نہ اُتنی امید- اتنا کچھ عطا فرما دیتا ہے کی تصورات سے وراء عطا فرماتا ہے۔

وہ عطا فرمانے والا جب دیتا ہے تو بے حساب عَطا فرماتا ہے۔

یہ اسم مبارک حدیث پاک میں حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام اور انکے اجداد کیلئے بھی استعمال ہوا ہے لیکن یہ یاد رہے کہ لفظ ایک ہی ہے لیکن جب اس کا استعمال اللہ تعالیٰ کیلئے ہوگا تو اس وقت اسکا معنی و مفہوم اللہ کی شان کے مطابق ہوگا اور جب اسکا استعمال مخلوق کیلئے ہوگا تو اسکا معنی مخلوق کے مرتبہ کے مطابق ہوگا۔ خالق و مخلوق کیلئے استعمال کئے گئے اس لفظ کے معنی زمین و آسمان بلکہ اس سے بھی زیادہ فرق ہے۔ اللہ کریم ہے تو ازلی و ابدی ہے اسے کسی نے کریم نہیں بنایا۔ حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی کریم ہیں لیکن وہ اللہ کے بنانے سے بنے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان پر جتنا کرم کیا ہے وہ اتنے ہی کریم ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم لامحدود اور غیر متناہی اور مخلوق کا لطف و کرم اتنا ہی جتنا اللہ نے دیا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ یوسف کریم ہے۔ ایک انسان کیسے کریم بنتا ہے حالانکہ کریم تو اللہ کی ذات ہے۔

سنیئے اللہ کا یہ نام پاک جب اپنی نورانی شعاعیں کسی انسان پر ڈالتا ہے تو اُن نورانی شعاعوں کا رنگ اُس انسان پر ظاہر ہو جاتا ہے اس لئے اُسے بھی مجازاً اُسے بھی اُس نام سے تعبیر کر دیا جاتا ہے حالانکہ خالق و مخلوق میں کوئی مناسبت ہی نہیں ہے۔ اللہ بھی سنتا ہے پروردگار عالم نے ہمیں بھی سننے کی قوت عطا کی ہے وہ سمیع ہے اُسے نے ہمیں بھی سمیع کہا لیکن فقط ناموں تک مماثلت ہے ورنہ کہاں اس خالق کائنات کا سننا اور کہاں ہمارا سننا ہمارے لیے بھی قرآن میں سمیع کا لفظ استعمال ہوا:

فَجَعَلْنَاسَمِيْعاً بَصِيْرا

پس ہم نے اسے سمیع و بصیر بنایا۔

صرف الفاظ کی مناسبت ہے ورنہ کوئی مناسبت نہیں۔ ہمارا سننا اور طرح کا اللہ کا سننا اور طرح کا۔ ہمارا سننا آوازوں کا محتاج پروردگار عالم کا

سننا کسی آواز کا بھی محتاج نہیں ہے۔ بہر حال یہ کریم، اللہ کا نام ہے۔ تو کہتے ہیں کریم وہ ہوتا ہے اتنا دیتا ہے جو کسی کی توقع سے بڑھ کر ہوتا ہے۔

آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے نے حضرت یوسف علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا تو فرمایا یہ کریم ہے۔ حدیث پاک ہے الفاظ اس طرح ہیں

كَرِيْمُ ابْنُ كَرِيْمِ بْنِ كَرِيْمِ بْنِ كَرِيْم يُوْسَفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ.

کریم اس کا باپ کریم اس کا دادا کریم اس کے دادا کا باپ کریم

پھر آپ نے ارشاد فرمایا کون کریم یوسف جو یعقوب کا بیٹا یعقوب بھی کریم، یعقوب کا باپ اسحاق، اسحاق بھی کریم اور اسحاق کا باپ ابراھیم یہ بھی کریم علیھم الصلاۃ والسلام۔

گویا یہ سنہری لڑی ہے اسے سلسلۃ الذھب کہتے ہیں کہ جس میں ایک ذات کریم ہے پھر اُس کا بیٹا پھر اُس کا پوتا پھر پوتے کا بیٹا یہ ساری سنہری لڑی ہے جسے زبان مصطفیٰ کریم کہہ رہی ہے۔ ان کریموں کا جدامجد حضرت ابراھیم علیہ الصلاۃ والسلام ہے۔

کریم کا معنی ہے جب دیتا ہے تو اتنا دے دیتا ہے کہ توقع اور امید سے بڑھ دیتا ہے۔

حضرت ابراھیم علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ نے بے شمار مال عطا فرمایا کہ آپ کے جانوروں کے بہت زیادہ ریوڑ تھے اور

سیرت کی کتابوں میں تفصیل ہے کہ آپ ہزاروں کی تعداد میں جانوروں کے مالک تھے ایک دن آپ عالم وارفتگی میں عشق الٰہی کے نشہ سے معمور تھے کہ ایک فرشتہ انسانی صورت میں آ کر اللہ کا نام لیتا ہے

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظْمَۃِ وَالْھَیْبَۃِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْت.

سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَایَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ

سُبُّوْح" قُدُّوْس" رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِکَۃِ وَالرُّوْح.

حضرت ابراھیم کے کانوں میں یہ مسحور کن آواز کیا آئی کہ اس آواز نے آپ کو بے قرار کر دیا۔ جس کے سینے میں تڑپ ہو اللہ کا نام اُس کے سامنے لیا جائے تو وہ بے قرار ہو جاتا ہے اگر نام لینے والی زبان پاک ہو اس پر مستزاد یہ کہ وہ فرشتہ کی زبان ہو تو اس زبان کا کتنا اثر ہوگا۔ اس ورد نام الٰہی نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کو اور بے قرار کر دیا۔ فوراً بولے اے اللہ کے بندے! مجھے میرے پروردگار کا نام دوبارہ سناؤ، فرشتے نے جواباً کہا میں مفت تو نہیں سناتا۔ کیا دو گے؟ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے فرمایا میرا آدھا

سامان۔ یہ ہزاروں جانور لے لو اور مجھے میرے رب کا نام سناؤ۔ فرشتہ کہتا ہے مجھے منظور ہے پھر اس فرشتہ نے ایک نور بھری لے میں ذکر الٰہی شروع کر دیا ادھر جیسے جیسے فرشتہ نام الٰہی لیتا جاتا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آتش شوق بھڑکتی جاتی وہ خاموش ہوا تو خلیل اللہ فرمانے لگے اے اللہ کے بندے! ایک مرتبہ پھر میرے خالق و مالک، میرے معبود برحق کا نام لو۔ فرشتہ پھر یوں کہتا ہے، اب کیا دو گے؟ نشۂ الٰہی سے مخمور حضرت ابراہیم علیہ السلام بولے باقی آدھے جانور بھی تیری نذر۔ اس فرشتے نے پھر بڑی مترنم آواز میں اور سوز میں ڈوب کر اللہ تعالیٰ کا ذکر شروع کر دیا۔ نامعلوم اس ذکر الٰہی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روح انور کو کتنا پر کیف کیا ہوگا اور انکے جذبہ عشق و مستی کو کس درجہ مہمیز لگائی ہوگی۔ جب فرشتہ اختتام کو پہنچا تو اللہ کے خلیل علیہ السلام نے اس سے پھر درخواست کی کہ مجھے میرے معبود کا نام سناؤ۔

فرشتہ بولا! جناب عالی! آپ کے پاس جتنی دولت تھی آپ کے پاس جتنے جانور تھے وہ آپ نے مجھے دے دیے اب مجھے دینے کیلئے آپ کے پاس کیا ہے؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

اے اللہ کے بندے! ان جانوروں کی حفاظت اور انکی دیکھ بھال

کیلئے بھی تجھے کسی خادم کی ضرورت ہوگی ایک مرتبہ میرے خالق میرے مالک کا نام سنا دے تو میں بطور خادم ان جانوروں کی دیکھ بھال کیا کروں گا۔

سبحان اللہ!

اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کی بارش جب سینۂ ابراہیم پر پڑی تو اسے بھی اپنے رنگ میں رنگ دیا۔ اب اس کریم نے اتنا دیا کہ عقل و خرد سے وراء دیا اور توقعات سے بڑھ کر عنایت فرمایا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام رب کے کرم سے کریم ہوئے اور کریم اتنا دیتا ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں ہوتی ہے۔

ایک انسان اتنا مال کیسے دے سکتا ہے یہ انسان کا کمال نہیں ہوتا اس میں کمال ہے تو اُس وحدہٗ لاشریک کا جس کا نام پاک الکریم ہے جب اس نام پاک نے اپنی توجہ اور اپنی تجلیات حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ڈالیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا سب کچھ راہ حق میں قربان کر دیا۔

سنیے کریم کی شان ہے کہ

جب وہ قادر ہوتا ہے تو معاف کر دیتا ہے

کسی سے وعدہ کرتا ہے تو پورا کرتا ہے

اور جب کسی کو دیتا ہے تو توقع سے بڑھ کر دے دیتا ہے۔

کیا حضرت ابراھیم علیہ السلام سے اُس فرشتہ نے نہیں کہا تھا کہ مجھے اتنا دو، مجھے آدھا مال دو نہیں ہرگز نہیں بلکہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خود پیش کش کی کہ اتنا مال لے لو، اگر وہ پہلی مرتبہ مانگتا کہ سارے کا سارا مال دے دو تو ابراھیم اس کا بھی انکار نہ کرتے فوراً کہتے سارا لے لو اور مجھے میرے خالق و مالک کا نام سنا دو کیونکہ یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کے نام کے ساتھ کسی چیز کا موازنہ نہیں ہوسکتا۔

تو کریم وہ ہے جب وہ دیتا ہے تو توقع سے بڑھ کر دیتا ہے۔

جب جان دینے کی باری آئی تو کیا حضرت ابراھیم علیہ السلام نے جان دینے سے انکار کیا؟ نہیں ہرگز نہیں جب نمرود آپ کو منجنیق میں ڈالتا ہے اور آگ کا الاؤ سامنے نظر آرہا ہے حضرت ابراھیم علیہ السلام کو اُس آگ میں پھینکنے لگے جب آپ کو چکر دیا جارہا ہے جبریل امین آکر کہتے ہیں اے اللہ کے پیارے نبی کسی چیز کی ضرورت ہو تو میں حاضر ہوں بتائے ایک آدمی دریا میں ڈوب رہا ہو اور آپ اُسے کنارے پر کھڑے ہو کر کہیں میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بتایئے وہ کیا کہے گا اس وقت کسی اور خدمت کی ضرورت نہیں اگر باہر نکال سکتے ہو تو نکالو۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام آگ میں پھینکے جارہے تھے اور منجنیق کو چکر دیا جارہا تھا کہ جبریل امین آکر کہتے ہیں

میرے لائق کوئی خدمت مجھے کوئی حکم دیجئے میں خدمت کروں یہ بھی آزمائش کا ایک وقت تھا۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام کہتے ہیں

اَمَّااِلَیکَ فَلا - جبریل آج تیری ضرورت نہیں

جبریل تیرے بازوں میں بڑی قوت ہے تو ایک سیکنڈ میں شہر کے شہر فنا کر دیتا ہے، تو چیخ مارے تو شہر انطاکیہ میں بسنے والے کافروں کے لوگوں کے دل پھٹ جاتے ہیں اور وہ مر جاتے ہیں تو اشارہ کرے زمین سے پوری کی پوری بستی آسمانوں پر لے جا کر پٹخ دیتا ہے تو اشارہ کرے لوگوں کے دل چر جاتے ہیں لیکن جبریل آج تیری کوئی ضرورت نہیں۔ جبریل امین کہتے ہیں اگر میری کوئی ضرورت نہیں تو اپنے اللہ سے ہی کہہ دیجئے اُس سے دعا ہی مانگ دیجئے۔ فرمایا کیا وہ دیکھ نہیں رہا کہ اُس کا خلیل جا رہا ہے میں کیوں آواز دوں۔

حَسْبِیْ عَنْ سُوَالِیْ عِلْمُہٗ بِحَالِیْ

آج تو میں اُس کی رضا پر جان دے رہا ہوں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہوگی کہ ابراھیم اُس کی رضا میں جان دے دے۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا اور اُس آگ میں چھلانگ لگا دی یہ الگ بات ہے کہ رب تعالیٰ نے محبت کی لاج رکھتے ہوئے

اُس آگ کو گلزار بنا دیا اور فرمایا:

یَانَارُ کُوْنِیْ بَرْداً وَسَلاماً عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ.

اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا ابراھیم پر۔

فرمایا حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اپنی جان دینے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ اور جان یوں دی کہ عقل انسانی کے ماتھے پر پسینے آ گئے۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام پر اولاد قربان کرنے کی باری آئی تو کہا گیا اولاد قربان کرو، پروردگار عالم جبریل امین کو بھیج سکتا تھا کہ جبریل جاؤ اور میرے ابراھیم علیہ الصلاۃ والسلام سے کہہ دو کہ اپنا بیٹا قربان کر دو وہ جبریل جو اُس آگ کے موقع پر تو آ گیا لیکن کیا اس موقع پر جبریل آیا؟ جبریل امین نہیں آئے بلکہ خواب دکھایا گیا اور خواب آپ نے دیکھا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ آپ سمجھتے تھے کہ اللہ کے نبی کا خواب جھوٹا نہیں ہوتا اگر جبریل آتے تو پھر چوں چرا کی تو کوئی گنجائش ہی نہ تھی یہ خواب کا مسئلہ تھا۔ نبی کا خواب وحی الٰہی ہوا تا ہے اس لیئے اس پر عمل کرنے کیلیئے اپنے بیٹے کو ساتھ لیا اور بیٹے سے فرمایا:

یا بُنَیّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی

بیٹے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں تیرے گلے پر چھری چلا رہا

ہوں تیری کیا رائے ہے؟

اللہ کے حکم سے بیٹے کو قربان کرنے کیلئے جا رہے ہیں چاہیے تو یہ تھا کہ بیٹے سے نہ پوچھتے لیکن وہ دکھانا چاہتے تھے کہ میری نسل کا بچہ بچہ نور علیٰ نور ہے یہ اسماعیل ہے ابھی چند سال کا بچہ ہے اس سے پوچھ لو رب کے رستے میں یہ جان دینے سے ہچکچانے والا نہیں ہے۔

بیٹے کا جواب سنیئے بیٹا کیا کہتا ہے۔قرآنی الفاظ سنیئے اور ہم اپنے الفاظ میں مفہوم بیان کریں گے تو اس کا حق ادا نہیں ہوگا، قرآن کہتا ہے

يَاأَبَتِ افْعَلْ مَاتُؤْمَرُ

اے ابا جان وہ کچھ کر گزریئے جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔جس چیز کا بھی آپ کو حکم دیا گیا ہے کر گزریئے۔

سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِیْنَ

انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔

وہ فرمانبردار اور ہونہار بیٹا جان دے رہا ہے اور زمین پر لیٹ بھی گیا لیکن لیٹتے ہوئے بھی کہتا ہے ابا جان مجھے ذرا اوندھا لٹا دیجئے میرے چہرے کو دیکھ کر کہیں آپ کو رحم نہ آ جائے۔

ان اداؤں پر کائنات قربان نہ کر دی جائے تو حق ادا نہ ہوگا، یہ کریم

اللہ کا نام ہے اُس کی تجلیات اس باپ اور بیٹے پر پڑتی ہیں تو کائنات میں وہ انمٹ نقوش چھوڑ جاتے ہیں کہ آج بھی کائنات کے سینے میں لکھا ہے کہ رب کی رضا پر جانیں قربان کرنے والے انوکھے ہوا کرتے ہیں۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی ذات پاک پر جب اس نام پاک ''الکریم'' کی تجلیات پڑتی ہیں تو اتنا کچھ دیتے ہیں کہ جس کی کسی کو توقع بھی نہیں ہوتی۔

ہاں ہاں کریم وہ ہوتا ہے

جب کسی پر قادر ہو جائے تو اُسے معاف کردے

جب کسی سے وعدہ کرے تو پورا کرے

اور جب کسی کو دے ہے تو توقع سے بڑھ کر دے

ایک حدیث پاک سنیئے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ-رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ-اَنَّ النَّبِیَّ-صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ-قَالَ:

كَانَ رَجُلٌ یُدَایِنُ النَّاسَ فَكَانَ یَقُوْلُ لِفَتَاهُ: اِذَا رَاَیْتَ مُعْسِرًا تَجَاوَزْ عَنْهُ، لَعَلَّ اللّٰهُ اَنْ یَتَجَاوَزَ عَنَّا،قَالَ: فَلَقِیَ اللّٰهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ. (مشکوٰۃ(۲۹۰۱)۲/۸۷۷)

حضرت ابوھریرۃ -رضی اللہ عنہ- سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

پہلی امتوں میں ایک آدمی، ایک تاجر تھا۔ جولوگوں سے ادھار لیتا اور دیتا تھا۔ اسکا کاروبار ادھار پر بھی چلتا تھا۔ اس آدمی نے اپنے کارندے، اپنے ملازم کو ہدایت دی ہوئی تھی اگر کوئی تنگ دست آجائے وہ آدمی آئے جو ہمارا قرض نہ دے سکتا ہو تو اس سے درگزر کرو، اس سے چشم پوشی کرو۔ یہ عادت اس میں کس اعلیٰ درجہ کی تھی۔ مخلوق خدا کا بھلا سوچتا تھا اور اللہ کی مخلوق کو تنگ نہیں کرتا تھا۔ اسکا اپنے کارندوں کو حکم تھا کہ تنگ دست کو تنگ نہیں کرنا اس سے درگزر کا معاملہ رکھنا ہے ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر فرمائے۔

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

وہ تاجر وہ مالدار اسی وصف جمیل کے ساتھ اپنی زندگی کی منزلیں طے کرتا رہا آخر اسکا وقت بھی پورا ہوگیا وہ بھی اس دنیا کو خیر باد کہہ کر چلا گیا۔ جب وہ قبر میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اسکی کوتاہیوں اسکی لغزشوں اور اسکے عیبوں سے چشم پوشی فرما کر اس سے درگزر فرمایا اور اسے عذاب سے نجات دیکر ابدی سعادتوں سے بہرہ ور فرمایا۔ اسے جہنم سے بچا کر مستحق جنت ٹھہرایا۔

اَلْکَرِیْمُ اِذَا قَدَرَ عَفجا وَاِذَا وَعَدَوَفیٰ

وَاِذَا اَعْطیٰ وَزَادَ عَلٰی مُنْتَھَی الرَّجَاء

کریم وہ ہوتا ہے

اور جب کسی کو دیتا ہے تو توقع سے بڑھ کر دے دیا کرتا ہے

جب کسی پر قادر ہوتا ہے تو اُسے معاف کر دیتا ہے

جب کسی سے وعدہ کرتا ہے تو پورا کرتا ہے

وہ کریم اللہ جب دیتا ہے تو اتنا دیتا ہے کہ جتنی ہمیں توقع نہیں ہوتی ہم اُس کے بندے ہیں ہمیں جان اُس نے دی ہمیں صحت اُس نے دی ہمیں اولاد اُس نے دی ہمیں دیکھنے کے لیئے آنکھیں اُس نے دیں چلنے کے لیے پاؤں اُس نے دیے زبان اُس نے دی روح وجان دی دل دیا ہر چیز اُس نے عطا کی غور کیجئے اگر انسانی جسم میں کسی ایک چیز میں گڑبڑ ہو جائے تو انسان بے کار نظر آتا ہے کسی کے دل میں خرابی ہو جائے، دل کی بیماری لگ جائے وہ بیکار۔ جسم کے کسی بھی حصے میں تکلیف ہو اُس کے لیے زندگی اجیرن وہ گویا زندہ ہوتے بھی مردہ نظر آتا ہے اللہ تعالیٰ کا لطف وکرم کہ اس نے صحت وعافیت سے نوازا۔ اللہ نے یہ ساری نعمتیں عطا کیں کیا ہمارا حق نہیں کہ اُس کی بارگاہ میں اپنا سر جھکا دیں۔ ہم اُس کے بندے ہیں وہ

ہمارا آقا ہے، ہمارا خالق ہے، ہمارا مالک ہے اور ہمارا رازق ہے وہ رحیم ہے، وہ کریم ہے، وہ ستار وغفار ہے اُس نے سب کچھ ہمیں عطا کیا ہم پر لازم کہ ہم اُس کی بارگاہ میں سر بسجود ہو جائیں لیکن وہ فرماتا ہے تم وضو کرو میرے گھر کی طرف چلو تمہارا قدم اُٹھے گا گناہ میں معاف کروں گا قدم تمہارا اٹھے گا نیکیاں میں عطا کروں گا قدم تمہارا اُٹھے گا درجات میں بلند کرتا چلا جاؤں گا یہ اُس کی عطا نہیں تو اور کیا ہے یہ وہ عطا ہے کہ ہمارے تصور سے بڑھ کر عطا ہے۔ پھر وہ ہمارا خالق ہے تو کیا یہ ہمارا حق نہیں، کیا ہم پر یہ لازم نہیں کہ اُس خالق سے کوئی رابطہ کریں اس کے قرآن کی تلاوت کریں اُس کے کلام کو سمجھیں اس سے کوئی رابطہ پیدا کریں اس سے کوئی تعلق پیدا کریں وہ کہتا ہے میرا قرآن کھولو قرآن کھولتے ہی تم قرآن کے ورق کو دیکھو اس کا معنی تمہیں آتا ہوں یا نہ آتا ہو، اپنی زبان سے اگرچہ تمہاری زبان توتلی ہی سہی میرے قرآن کی تلاوت کرو قرآن کے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں میں تمہیں عطا کروں گا۔

یہ اُس کی وہ عنایت ہے جس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

سن لیجئے! کریم وہ ہوتا ہے

جب کسی کو دیتا ہے تو توقع سے بڑھ کر دے دیا کرتا ہے۔

ہاں اللہ تعالیٰ کے اس پیارے نام کریم کے جلوے کسی پر پڑ جائیں تو وہ ذات بھی کریم ہو جاتی ہے

کریم اس کا باپ کریم اس کا دادا کریم اس کے دادا کا باپ کریم یعنی یوسف کریم جو یعقوب کا بیٹا یعقوب بھی کریم، یعقوب کا باپ اسحاق، اسحاق بھی کریم اور اسحاق کا باپ ابراھیم یہ بھی کریم علیھم الصلاۃ والتسلیم۔

گویا یہ سنہری لڑی ہے سلسلۃ الذھب ہے کہ جس میں ایک نوری ذات پھر اُس کا پھر بیٹا اُس کا پوتا پھر پوتے کا بیٹا یہ ساری کی ساری ایک سنہری لڑی ہے جسے زبان مصطفیٰ کریم کہہ رہی ہے۔ ان کریموں کا جدامجد حضرت ابراھیم علیہ الصلاۃ والسلام ہے۔

کیا وجہ تھی یہ کریم کیوں بنے ؟ اس وجہ سے کریم بنے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کریم نے اپنی تجلیات ان کے جسموں پر ڈال دیں تو انکے جسم اُسی رنگ میں رنگتے چلے گئے اور وہی رنگ اُن پر غالب آتا چلا گیا اور وہ کریم بنتے چلے گئے۔

اللہ عطا کرتا ہے وہ اس درجہ کرم والا ہے کہ جب عطا کرتا ہے تو بے حساب عطا کرتا ہے اُس کے اسی نام کی خصوصی تجلیات جب ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑیں تو گویا رنگ ہی نرالا ہو گیا۔

سنیے! ایک دن جب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے آپ کے چہرے پر خوشی کے آثار نظر آرہے تھے ۔چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھلا ہوا تھا صحابہ دیکھ کر گویا کہتے ہوں گے اللہ اس چہرے کو ہمیشہ خوش رکھے، یارسول اللہ آج خوشی کی کیا بات ہے؟

آقا علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں ابھی ابھی جبریل آئے تھے اور انہوں نے عرض کی

اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم

اے سراپا حمد وخوبی! اللہ فرماتا ہے کیا آپ اس بات سے راضی نہیں کہ جب آپ کا کوئی امتی آپ پر ایک مرتبہ درود پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ صلوات بھیجے۔

تو یہ کریم ہے جب وہ دیتا ہے تو بے حساب دیتا ہے۔

ہم نے اُس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھا ہے اُس نبی نے ہمیں ایمان کی دولت سے نوازا ہے ۔آج سے چودہ سو سال پہلے چلے جائیں ایک بھی فرد نظر نہیں آتا جس نے اپنی جبیں جھکا کر سبحان ربی الاعلیٰ کا نغمہ گایا ہو آج لاکھوں اور کروڑوں لوگ جو دنیا میں بس رہے ہیں کلمہ طیبہ کی سعادتوں سے لبریز ہیں بلکہ چودہ سو سال سے یہ سلسلہ جاری ہے یہ برکت

ہے تو آمنہ کے لال کی ان کا ہم پر یہ احسان ہی کافی تھا اور اس احسان کے شکر کے طور پر اگر ساری زندگی اُن کی ذات پر درود پڑھتے رہتے تو بھی حق ادا نہ ہوتا لیکن کریم اللہ کے کرم پر قربان جائیں وہ فرماتا ہے تم میرے محبوب کا نام لیتے ہو تو تمہارے درجات بلند کرنا میرا کام ہے۔ ہاں ہاں کریم وہ ہوتا ہے

جب کسی پر قادر ہوتا ہے تو اُسے معاف کر دیتا ہے

جب کسی سے وعدہ کرتا ہے تو پورا کرتا ہے

اور جب کسی کو دیتا ہے تو توقع سے بڑھ کر دے دیا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اسمائے حسنہ کا عرفان نصیب فرمائے اور ان اسمائے حسنیٰ سے ہمیں بھی کچھ نہ کچھ حصہ عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم حضور نبی کریم ﷺ کی نظر رحمت سے

زیر سرپرستی
شیخ الاسلام الحاج
مفتی محمد امین صاحب
مدظلہ العالی

10 ایکڑ (80) کنال پر مشتمل اسلامک یونیورسٹی

جامعہ تبلیغ الاسلام

مفتی آباد، شاہکوٹ روڈ نزد کھرڑیانوالہ
فیصل آباد

خصوصیات

- پاکیزہ علمی ماحول
- علوم اسلامیہ میں ایم اے تک تعلیم
- کمپیوٹر کی تعلیم
- تعلیم کیساتھ تربیت
- محنتی، تجربہ کار اور ماہر اساتذہ
- جدید ہاسٹل

دو سالہ کورس

البعثۃ العربیہ

جسمیں شریک ہونیوالے طلبا،
انشاءاللہ • عربی گفتگو • عربی خطوط نویسی
عربی سے اردو، اردو سے عربی، عربی مضامین نویسی
اور عربی میں خطاب کرنیکی صلاحیتوں سے آراستہ ہونگے

داخلہ
مڈل پاس طلبا کا ہوگا

الداعی محمد کریم سلطانی
جامعہ تبلیغ الاسلام
مفتی آباد، شاہکوٹ روڈ نزد کھرڑیانوالہ فیصل آباد۔ 04691-361860

Title Designed by: Zaheer Graphics LHR. Mob: 0333-4297437